ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.4 (2024)
(October to December)

اکیسویں صدی کے اُردو ناول میں ازدواجی زندگی کے مسائل

(منتخب خواتین ناول نگاروں کے حوالے سے)

Problems of Marital life in 21st Century Urdu Novel: With Reference to Selected Female Novelists

جلات میر

پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اُردو سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

ڈاکٹر محمد امتیاز

شعبہ اُردو سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

ڈاکٹر غنچہ بیگم

صدر شعبہ اُردو سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

Jalat Mir
Ph.D Scholar, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar
Dr. Muhammad Imtiaz
Professor, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology Peshawar
Dr. Ghuncha Begam
Chairperson, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

Abstract:
In the twenty first century women novelists, in novels women's issues have discussed in particular. In these novels have mentioned the mistreatment and exploitation of woman in the society. In these novels, they have fully reflected the domestic tension, problems of married life and the bitter consequences of bad company. They have presented different forms of woman and they have well interpreted desires, emotions and feelings of a woman. In the article under review, the issues of marital life were discussed in the light of twenty first century women's novelists. This is the division of God, who bestows the blessing of a son as He wills, and deprives them of both as He wills, and deprives them of both as He wills. This trend has been going on since ancient times. During the period of Jahiliyyah, people were saddened on the birth of a daughter and buried her alive.

Keywords: Man's Superiority, Senselessness, Hopelessness, deprives, Helplessness, Exploitation

ناول ایسی نثری صنف ہے جس میں زندگی کے تمام پہلوؤں کو سمونے کی گنجائش موجود ہے۔ کیونکہ اس کا کینوس بہت وسیع ہے۔ یہ داستان کی جگہ آیا ہے۔ داستان حقیقت سے ماوریٰ ہے جب کہ ناول میں حقیقی زندگی کی عکاسی ہوتی ہے۔ ناول کے اس ڈیڑھ سو سال مدت میں ناول نگاروں نے مختلف اقسام کے سینکڑوں ناول تخلیق کیے ہیں جن میں تاریخی، جاسوسی، واقعاتی، کرداری، نفسیاتی، رومانی اور سماجی ناول خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اُردو کی پہلی خاتون ناول نگار رشیدۃ النساء ہے۔ اُنہوں نے خواتین کی اصلاح کے لیے ناول "اصلاح النساء" لکھ کر ۱۸۸۱ء میں منظرِ عام پہ آیا۔ یہ ناول رشیدۃ النساء نے ڈپٹی نذیر احمد کے ناول "مراۃ العروس" سے متاثر ہو کر لکھا ہے۔ اُن کی وجہ سے دیگر خواتین کا رجحان بھی ناول لکھنے کی طرف مائل ہوا جن میں اکبری بیگم، محمدی بیگم، عباسی بیگم اور انوری بیگم خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ بیسویں صدی میں متعدد خواتین ناول نگار اُردو اُفق پر نمودار ہوئیں۔ اُنہوں نے خواتین کے سماجی مسائل کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات پر بھی لکھنے کی سعی کی ہیں جن میں عصمت چغتائی، قراۃ العین حیدر، بانو قدسیہ، نثار عزیز بٹ، رضیہ فصیح احمد، خدیجہ مستور، جیلانی بانو، واجدہ تبسم، الطاف فاطمہ، سلمیٰ اعوان وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اکیسویں صدی میں وہ خواتین ناول نگار جنہوں نے اُردو ناولوں میں خوب اضافہ کیا ہے، ان میں بشریٰ رحمٰن، خالدہ حسین، ثروت خان، ترنم ریاض، فارینہ الماس، نگہت حسن، نگہت عبداللہ، سباس گل، صادقہ نواب سحر، نجمہ سہیل، خوشنودہ نیلوفر، ڈاکٹر شہناز فاطمی، سید ثروت ضحیٰ، رفاقتِ حیات، شاذیہ خان، سمیرا حمید، رُخ چوہدری، ماہا ملک، شہزادی عالم، نیلم احمد بشیر، طاہرہ اقبال، عمیرہ احمد، اقرا صغیر احمد اور نمرہ احمد وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اکیسویں صدی کی خواتین ناول نگاروں کے ناولوں میں عموماً عائلی زندگی کے مسائل پائے جاتے ہیں جس میں پہلا مسئلہ لڑکا لڑکی کے پسند و ناپسند کی شادی ہے۔ شادی سے قبل لڑکا لڑکی ایک مثالی جیون ساتھی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ وہ ظاہری خود نمائی سے متاثر ہو کر ایک دوسرے کو پسند کر کے شادی کے لیے تگ و دو کرتے ہیں۔ لیکن شادی کے بعد مزاج میں عدم مطابقت اور ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے پسند اور محبت کی شادی ناکام ہوتی ہے۔ کیونکہ شادی سے قبل جو توقعات اور اُمیدیں وہ ایک دوسرے سے رکھتے ہیں، شادی کے بعد وہ اُن کے برعکس ہوتے ہیں۔ ناول "للی" میں عقیل اپنے بھائی سہیل سے للی سے شادی پر ناراضی کا اظہار یوں کرتا ہے:

> "تم میرے معاملے میں نہ الجھا کرو۔ مجھے پاکستانی لڑکیوں سے کبھی دلچسپی نہیں رہی ہے۔ میں للی کے لیے کبھی سنجیدہ نہیں ہو سکتا۔ اسے یہاں کی نیشنلٹی ملنے والی ہے۔ میں اسے آزاد کر دوں گا۔"(۱)

عقیل کی شادی للی کے ساتھ بڑوں کی خواہش پر ہوئی تھی جبکہ بڑوں کی مخالفت کے باوجود عقیل نے کرسٹل سے شادی کی۔ اُس نے کرسٹل کی خاطر للی کو چھوڑ دیا۔ لیکن عقیل کو اپنی غلطی کا احساس تب ہوا جب کرسٹل کو غیر مرد کے ساتھ نازیبا حالت میں دیکھ لیا۔ اُس میں مشرقی غیرت اُمڈ آئی اور اُس نے کرسٹل کا بندھن توڑ دیا۔ علاوہ ازیں ان خواتین ناول نگاروں نے زبردستی، بے جوڑ اور بغیر مرضی کی شادی کی شکار خواتین کو بھی زیرِ بحث لائی ہیں۔ ناول "شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں" میں شیریں حیدر نے کلثوم کی زبردستی، بے جوڑ اور بغیر مرضی کی شادی بڑی عمدگی سے بیان کیا ہے۔ کلثوم کے بھائی عباس ایک ہندو دیالو کی لڑکی دیا سے شادی کرتا ہے۔ اب ہندوؤں انتقام کے طور پر پنچایت نور علی کی وساطت سے کلثوم کی شادی ایک بڑی عمر ہندوؤں کے نوکر گھوٹو سے زبردستی

کرواتا ہے۔ گھوٹو نشے کا عادی ہے۔ کام کاج سے جی چراتا ہے اور کلثوم سے تشدد آمیز رویہ رکھتا ہے۔ شیریں حیدر کلثوم کی دلی کیفیت یوں بیان کرتی ہے:

> "کاش گھوٹو کو ہی کچھ ہو جاتا۔۔۔۔۔کاش وہ مر جاتا! اس کے معصوم ذہن میں مشکل حالات میں بھی اپنی زندگی کو ختم کرنے کا خیال تک نہ آیا تھا۔ اسے زندگی سے پیار تھا، اسے اماں کی موت کے سوا اپنے ہوش میں زندگی نے کوئی دکھ نہ دیا تھا۔۔۔۔۔عباس کی حرکت نے اس کی زندگی کو اس کے لیے سزا بنا دیا تھا مگر اسے عباس کو یوں چلے جانا اپنی زندگی کا دکھ نہ محسوس ہوا تھا، وہ اسے اماں کا دکھ سمجھتی تھی۔"(۲)

سمیرا حمید کے ناول "محبت من محرم" میں عدن اُفق کو پسند ہے اور اُس سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن عدن کے باپ غلام علی عدن ماریہ سے شادی کرانے پر مجبور کرتا ہے۔ عدن اور ماریہ امریکہ میں رہتے ہیں۔ ماریہ پر امریکی ماحول کا اثر ہو چکا ہے۔ باپ کے زیادہ لاڈ و پیار، دولت اور آزادانہ ماحول سے وہ خود سر اور بد تمیز ہو چکی ہے۔ مصنفہ اس کا ذکر یوں کرتی ہے:

> "تم میرے شوہر کم اور غلام زیادہ لگتے ہو۔ اس نے کھانے سے ہاتھ روکا، نہ زبان سے۔ تم بھی بیوی کم، کال گرل زیادہ لگتی ہو۔ اس نے زبان کی لگام کو الفاظ سے چھوڑ دیا۔"(۳)

ان بُری عادتوں سے عدن پریشانی میں مبتلا ہے۔ وہ ماریہ کو طلاق دیتا ہے۔ نیلم احمد بشیر کے ناول "طاؤس فقط رنگ" میں مراد اور شمع کی شادی بھی امریکہ میں پسند کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ لیکن شمع میں بھی ماریہ جیسی عادتیں پائی جاتی ہیں۔ کچھ وقت کے لیے مراد شمع کے ناز نخرے برداشت کرتا ہے لیکن آخر کار شمع بھی ماریہ کی طرح منطقی انجام تک پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح ناول "عشقِ آتش" میں سعدیہ راجپوت نے ملیحہ فاروقی وجدان مصطفیٰ سے محبت اور نور الہدیٰ سے ملیحہ فاروقی کی مرضی کے بغیر شادی کا ذکر کیا ہے۔ جب ملیحہ فاروقی کے والد اظہر فاروقی ملیحہ فاروقی کی دلی کیفیت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو وہ اُسے نکاح سے قبل زہر دے کر اُس کی زندگی کا چراغ بجھاتا ہے۔

ناول "اعتبارِ عشق" میں سُباس گل نے عینی اور نفیس کے بے جوڑ اور بغیر مرضی کی شادی کا حال بیان کیا ہے۔ عینی کی ماں سمیرا بیگم نے شیر خوارگی میں عینی کی نسبت کا فیصلہ نفیس سے بیس سال قبل جذبات میں طے کیا تھا۔ نفیس کی دوسری بیوی کنول بیگم بھی عینی کی شادی پر دل میں افسردہ تھی۔ عینی کی شادی کے بعد کنول بیگم نے عینی کو تنگ کرنے کے لیے مختلف حربوں کا استعمال کیا جن سے نہ صرف عینی کی ازدواجی زندگی پر بُرا اثر پڑا بلکہ اُس کے شوہر نفیس کو بھی عارضہ دل لاحق ہوا۔ بشریٰ رحمٰن کے ناول "دانار سوئی" میں اقلیم سلطانہ کی شادی اُس کے بھائی ایک بڑی عمر آدمی عبد الباسط سے کرواتا ہے جو نامرد بھی ہے اور اقلیم سلطانہ اُس کے ظلم و استحصال کے شکار ہو کر رنڈی خانے کی زینت بن جاتی ہے۔ رنڈی خانے میں اقلیم سلطانہ ڈاکٹر ربابہ کو اپنی شادی کا ذکر یوں کرتی ہے:

> "ماں باپ کے مرنے کے بعد بھائی کے ٹکڑوں پر پلتی رہی۔ ایک دن پڑھائی چھڑوا کے اُنہوں نے ایک بڑی عمر کے آدمی کے ساتھ شادی کر دی۔"(۴)

بشریٰ رحمٰن عورت کی زبوں حالی، معصومیت اور اُس کے ساتھ ہونے والے ظلم و جبر و نا انصافی سے پردہ چاک کیا ہے۔ اُنھوں نے اپنی تحریروں میں سماجی مسائل اور عورت کی مجبوریوں، محرومیوں اور اُلجھنوں کو انوکھے انداز میں بیان کیا ہے۔ اُنہوں نے ناول "دانار سوئی" دیگر ناولوں سے منفرد انداز میں لکھنے کی جسارت کی ہے۔ اس ناول کا بنیادی موضوع سماج میں عورت کا استحصال ہے۔ اُنہوں نے اس ناول میں ازدواجی زندگی کے مسائل کے ساتھ ساتھ عورت کے ساتھ مختلف روپ میں ہونے والے مظالم کی داستان بھی پیش کی ہے۔ اس ناول میں دردانہ آپا کا کردار ایک فاحشہ عورت کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ ناظم حسین کی اکلوتی بیٹی ہے اور زیادہ لاڈ و پیار، نعمتوں اور دولت کی فراوانی سے اخلاقی طور پر بگڑ کر سرکش اور شوریدہ سر بن جاتی ہے۔ دو بار غیر مردوں کے ساتھ بھاگ بھی گئی اور شادیاں بھی کیں، لیکن نبھانہ ہو سکا۔ باپ نے ترکے میں ایک ہوسٹل چھوڑ آیا تھا۔ یہ ہوسٹل ورکنگ وومن کے لیے ایک رہائش گاہ تھا۔ یہ ہوسٹل ظاہری طور پر فن، مہارت اور انسانیت کا مرکز لگتا ہے، لیکن اندورنی طور پر وارفتگی، نشاطِ انگیزی اور جنسی ہیجان خیزی کا مرکز ہے۔

یہ ہوسٹل مجبور اور بے بس عورتوں کے لیے فحاشی کا اڈا ہے جہاں عورتوں کے ساتھ غیر مرد آکر رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ اُن سے کمائی ہوئی دولت دانا آپا کی جیب میں چلی جاتی ہے۔ گویا اس ہوسٹل میں عورتیں صرف اپنی بھوک مٹانے کے لیے زندگی گزارتی ہیں۔ سماج کی وہ عورتیں صرف اس کسبی خانے کی زینت بن جاتی ہیں جو یا گھر والوں کے تشدد سے تنگ آکر اپنے سر چھپانے کے لیے یہاں کی رخ کرتی ہیں اور یا فریب اور چال بازی سے بے گناہ اور معصوم عورتیں جسم فروشی پر مجبور ہوتی ہیں۔ پھر اس چکلہ کی ظاہری رخشندگی سے عزت دار عورتوں کا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ یہاں ایسی عورتوں کے لیے پہلے ہی سے قواعد و ضوابط بنائے جاتے ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ یہاں سے عورت کے لیے فرار کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ گویا یہ ہوسٹل اُن کا مستقل ٹھکانہ ہوتا ہے جو دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہوتی ہیں اور اگر کوئی فرار یا کسی کو بھاگنے کا مشورہ دیتی ہے تو وہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ اس ناول میں سوسن اقلیم سلطانہ کو اس رنڈی خانے سے فرار کی ترکیب بتاتی ہے جس کی وجہ سے وہ موت کی وادی میں چلی جاتی ہے۔ اس ناول میں سوسن ایک ضمنی کردار کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یہ دانا آپا کے ہوسٹل (چکلہ) کی تیسری منزل کی ایک کوٹھی میں رہتی ہے جہاں نت نئے مرد اُس کی جسم و جان سے کھیلتے ہیں۔ بیماری کے دوران اُس کی ملاقات اقلیم سلطانہ سے ہوتی ہے۔ وہ خود سر اور باغیانہ خیالات رکھتی تھی۔ وہ ماں کی نافرمانی اور اپنی عیاشی کی وجہ سے دانا آپا کے ہوسٹل لے آئی تھی۔ بُری صحبت اور ماں کی نافرمانی کی وجہ سے وہ دانا آپا کے دام میں پھنس گئی۔ ماں کی نافرمانی اور بُری صحبت میں پھنس جانے پر دل میں کڑھتی تھی۔

بُری صحبت نے سوسن کو اخلاقیات سے عاری کر دیا۔ عیاشی، جنسی فلمیں دیکھنے اور مادہ پرستی کے شوق نے اُس کو فائیو سٹار ہوٹلوں کے اندرونی ماحول سے مانوس کیا۔ آزادانہ ماحول، بُری صحبت، عیاشیاں اور ماں باپ کی غفلت کی وجہ سے وہ مایوسیوں کا شکار ہو گئی۔ اس سے قبل سوسن کی ماں ایک عمر رسیدہ شخص سے زبردستی اُس کی شادی کر دی۔ سوسن نے اقلیم سلطانہ کو اپنی شادی کا واقعہ یوں بیان کیا ہے:

> "شادی ہو گئی، شوہر گھاگ تھا، اُس نے پہلی رات ہی مجھے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔ میں مردوں کا روپ باہر کی دُنیا میں دیکھ چکی تھی۔ اس منافقانہ رویے نے مجھے بالکل باغی بنا دیا۔"(۵)

سوسن بچپن میں غلط تربیت اور زیادہ لاڈ پیار سے بگڑ کر بُری صحبت سے وابستہ ہوئی جس سے نسوانیت کا جوہر اُتر کر تانیثیت کا غلاف چڑھنے لگا۔ اُن کی عادتیں مردوں جیسی ہو گئیں۔ ناکام شادی ہونے کے بعد وہ دانا آپا کے ہوسٹل کی زینت بن گئی۔ بشریٰ رحمٰن نے اس ناول میں عورت کو کمزور اور بے بس مخلوق کے طور پر پیش کی ہے اور جہاں بھی عورت نے اپنی روایات سے بغاوت کی ہے، مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ کیونکہ مرد اپنی زندگی میں خود مختار اور مطلق العنان ہے جب کہ عورت مرد کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے پابند ہے۔

یہ تقسیمِ خداوندی ہے جیسے چاہتا ہے بیٹے کی نعمت سے نوازتے ہیں اور جیسے چاہتا ہے بیٹی کی رحمت سے اور جیسے چاہتا ہے دونوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ انسان کی فطری تمنا ہوتی ہے کہ پیدائش پر بیٹی کی بجائے بیٹے کو زیادہ ترجیح دیتا ہے اور یہی رجحان زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ جاہلیت کے دور میں بیٹی کی پیدائش پر لوگ افسردہ ہوتے تھے اور اُس کو زندہ درگور کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ لوگوں میں سماجی شعور پیدا ہوا اور اس گھناؤنے فعل سے اجتناب کیا۔ لیکن ہمارے سماج میں بعض ایسے عناصر آج بھی موجود ہیں جو زیادہ بیٹیاں جنم لینے والی عورت کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اُس کو منحوس سمجھ کر طلاق دیتا ہے اور یا گھر سے نکال دیتا ہے۔ بشریٰ رحمٰن نے ایسی عورتوں کے ذہنی اور نفسیاتی کشمکش یوں بیان کیا ہے:

> "ڈاکٹر اس عورت کا کیا ہوا؟ کراہتی ہوئی سوسن نے پوچھا۔
> لڑکی !لڑکی میرے جانے سے پہلے ہی پیدا ہو گئی تھی۔ میں بعد والا کام کر آئی ہوں۔ بیچاری رو رہی تھی۔
> کیوں؟ اقلیم محبت سے بولی۔
> کہہ رہی تھی پانچویں لڑکی پیدا ہو گئی ہے۔ اب تو خاوند گھر سے نکال دے گا۔"(۶)

ناول "شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں" میں شیریں حیدر شکیلہ بی بی اپنی بہو فاخرہ سے اس بات پر نفرت کرتی ہے کہ وہ بیٹوں کی بجائے بیٹیاں جنم لیتی ہیں۔ وہ منشا الٰہی کے خلاف چلتی ہے۔ وہ بہو کو انتباہ کرتی ہے کہ اگر تم اسی طرح بیٹیوں کو جنم دو گی تو میں تم کو اپنے بیٹے سے طلاق دلواؤں گی۔ مصنفہ اس کا اظہار ان الفاظ میں کرتی ہے:

> "خدا کا خوف کریں چوہدرانی جی، کیوں اپنے سر ایسا گناہ لیتی ہیں۔۔۔۔۔ معراج بی بی گھگیائی تھی۔ کہہ دیا سو کہہ دیا۔۔۔۔۔ شکیلہ کی آواز میں شدید غصہ تھا۔۔۔۔۔ اب تو میں اس بد بخت کو طلاق دلوا کر رہوں گی جس نے میرے گھر میں ڈائنیں اکٹھی کرنا شروع کر دی ہیں۔"(۷)

معراج بی بی دائی کی حیثیت سے اُمید وار عورتوں کی خدمت کرتی ہے۔ جب فاخرہ دو بیٹیاں جنم لیتی ہے تو شکیلہ بی بی غصے سے آگ بگولہ ہو جاتی ہے۔ وہ رحمتِ خداوندی کو زحمت سمجھ کر دائی معراج بی بی کو ان بچیوں کو قتل کرنے حکم اور بہو کو طلاق دلوانے کی دھمکی دیتی ہے۔ علاوہ ازیں جہیز بھی عورت کا مسئلہ ہے جو شادی کے وقت درپیش ہوتا ہے۔ ہمارے سماج میں لڑکیوں کو رخصتی کے وقت والدین کی طرف سے جہیز بھی دینا ایک رسم بن چکی ہے۔ یہ ہندوانہ رسم ہے۔ ہندو لوگ اپنی بیٹی کو وراثت کی بجائے رخصتی کے وقت جہیز دیتا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اس کی پیروی کی اور اس رسمِ بد کا سلسلہ چلتا رہا۔ اس ناسور نے ہمارے سماج میں جڑیں پکڑ چکی

ہیں۔اس کی عدم ادائیگی رشتہ ازدواج تلخیوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔جہیز کے بارے میں جو معاہدہ ہوتا ہے بعد میں توڑنا گویا رشتہ ازدواج کو توڑنا ہے۔کیونکہ بعض مادہ پرست دولت کی لالچ میں آکر رشتے بھی نبھاتے ہیں اور توڑتے بھی ہیں۔معزز جہیز وہ ہے جو میکے اور سسرال دونوں کی طرف سے قابل قبول ہو۔

غریب والدین کے لیے نام و نمود جہیز کی ادائیگی سے ہولناک نتائج بر آمد ہوں گے۔کیوں کہ بعض اوقات جہیز نہ ہونے کی وجہ سے لڑکیوں کی شادی وقت پر سر انجام نہیں ہوتی اور بہت سے لڑکیوں کی جوانیاں جہیز کی نذر ہو جاتی ہیں۔کیونکہ ہمارے سماج میں بعض زر پرست رشتوں سے زیادہ دولت کو اہمیت دیتا ہے۔اصل چیز لڑکی کے اوصاف ہیں اور شوہر کے ساتھ خوشحال اور آسودہ زندگی ہے۔زیادہ جہیز یا شرائط سے لڑکی کے وقار نہیں بڑھتی۔اس کی قدر و منزلت اُس کے اچھے اوصاف تعلیم و تربیت اور اچھے اخلاق سے بڑھتی ہے۔اس ناول میں بھی بیلا کی شادی شوہر کے ساتھ اس شرط پر ہوئی کہ بیلا کے والدین بیلا کے شوہر کو ایک موٹر کار دینے کے پابند ہوں گے۔بیلا کے والدین نے غربت کی وجہ سے بیلا کے شوہر کے ساتھ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا۔بیلا کے شوہر انتقام کے طور پر بیلا کو دانا آپا کے ہوسٹل سے وابستہ کر دیا اور کہا کہ جب تک بیلا کے والدین موٹر کار کے خریدنے کی رقم جمع نہ کریں، بیلا یہاں رہے گی۔بشریٰ رحمٰن نے اس کا اظہار یوں کیا ہے:

> "یہ بیلا ہے؟ بیلا! دُبلی پتلی دھان پان سی۔جو آگے آگے تھی، اس کو اس کا شوہر یہاں چھوڑ گیا ہے۔"(۸)

بیلا کا شوہر ایک بے حس، حریص، ضمیر فروش اور عصمت فروش انسان ہے۔وہ زن کے مقابلے میں زر کو ترجیح دیتا ہے۔وہ دولت کی خاطر بیلا سے شادی کرتا ہے اور بیلا کو جہیز نہ ملنے کی صورت میں قطع تعلق کرتا ہے۔وہ بیلا کی مجبوری، غربت اور بے بسی کی پروا کیے بغیر اپنے من کی دُنیا کو آباد کرنا چاہتا ہے۔وہ بیلا کی ناقدری کرتا ہے اور دولت کے حصول کے لیے اپنی بیوی دانا آپا کے حوالہ کرتا ہے۔ڈاکٹر شارقہ شفتین جہیز کے بارے میں یوں رقم طراز ہے:

> "جہیز کی رسم کو ہندوستان میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔پریم چند کے نزدیک معاشرتی زندگی کے انتشار کا یہ ایک اہم سبب ہے۔اسے پریم چند خود غرضی کی انتہا اور معاشرتی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔اس سے زیادہ عورت کی تذلیل اور کیا ہو گی کہ دولت کے مقابلے میں عورت کے اوصاف کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔"
>
> (۹)

علاوہ ازیں ساس اور بہو کے مابین اختلافات ہیں جس سے اُن میں بد مزگی اور کھینچا تانی پیدا ہوتی ہے اس کی بنیادی وجہ ایک دوسرے کے مزاج، جذبات اور احساسات سے ناواقفیت ہے۔ساس عموماً بہو کے معاملات میں مداخلت کرتی ہے اور بہو اپنے معاملات میں ساس کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتی۔اس طرح ساس اور بہو کے مابین تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں۔ناول "تم کون پیا" میں ماہاملک ساس بہو کے ساتھ بہیمانہ رویہ کی خوب عکاسی کی ہے۔علمہ اپنی ساس شرافت بیگم کی کڑوی کسیلی خاموشی سے برداشت کرتی ہے۔وہ ساس کی حکم عدولی نہیں کرتی۔وہ گھر کا کام خوش اسلوبی سے سر انجام دیتی ہے لیکن ساس اُس کے ہر کام میں نقص نکالتی ہے۔شرافت بیگم ایک روایتی ساس کا کردار ادا کرتی ہے۔ماہاملک یوں رقم طراز ہے:

"شرافت بیگم قدرے جھنجھلائی سی اندر آئی تھیں۔ انہوں نے بھنا کر علمہ پر
نظر ڈالی۔
ایسے بیٹھی ہو جیسے ابھی ابھی دیہاڑی پر مزدوری کر کے لوٹی ہو۔۔۔۔۔۔وہ
اس کے حلیے سے خفا تھیں۔"(۱۰)

ناول "دل کا نگر" میں صادقہ اپنی بہو زویا سے اس بات پر چپقلش رکھتی ہے کہ اُس کی دوسری بہن زوبیہ صادقہ کے بیٹے فرجاد سے منسوب تھی۔ فرجاد نے زوبیہ کی منگنی توڑ کر باہر ملک میں اپنی پسند کی عورت سے شادی کر لی۔ اب فرجاد گھر نہیں آتا تھا۔ فرجاد گھر نہ آنے اور باہر شادی کرنے پر صادقہ زوبیہ کو اس حرکت کی ذمہ دار ٹھہراتی تھی اور زوبیہ کی وجہ سے وہ زویا سے بھی نفرت کرتی تھی ۔وہ اپنے بیٹے عباد زویا کو طلاق دینے پر مجبور کر رہا تھا۔ سلمٰی یونس اس کا ذکر یوں کرتی ہے:

"میں اسے کبھی طلاق نہیں دوں گا۔ عباد ماں کے سامنے کھڑا اٹل لہجے میں بولا۔
اچھا تو آج ماں سے زیادہ لڑکی کی اہمیت ہو گئی جو ابھی تمہاری زندگی میں آئی بھی
نہیں۔ صادقہ بیٹے کے انکار پر بھڑک اٹھی۔
امی وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔ میری منکوحہ ہے اور اس سے میرا نکاح آپ کی اور ابو کی
مرضی سے ہوا تھا۔
اور اب میری مرضی ہے کہ تم اسے طلاق دے دو۔ وہ تحکمانہ انداز میں بولیں۔"(۱۱)

زویا ساس کا تلخ رویہ اور جلی کٹی برداشت کرتی ہے۔ لیکن جب اُس کی پڑوسن شمیم صادقہ اور زویا کے معاملات میں مداخلت کر کے اُن کے مابین تعلقات خراب کرنے کی کوشش کرتی ہے تو زویا کی قوتِ برداشت جواب دیتی ہے اور ساس سے تلخ کلامی سے پیش آتی ہے جس کی وجہ سے زویا اور عباد کے مابین کشیدگی پیدا ہوتی ہے اور اُن کے رشتہ ازدواج پر کاری ضرب لگ جاتا ہے۔ ناول "طاؤسِ فقط رنگ" میں نیلم احمد بشیر نے شمع ساس سجیلہ سے بد اخلاقی کا قصہ بیان کیا ہے۔ ساس کا رویہ بہو کے ساتھ ہمدردانہ اور مشفقانہ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شمع پر امریکی ماحول کے آزادانہ اثر، لاڈ و پیار، دولت کی فراوانی اور تربیت کے فقدان کی وجہ سے نہ صرف ساس سے تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں بلکہ شوہر کے ساتھ بھی غیر مہذبانہ رویہ اور اکڑ بازی سے پیش آتی ہے۔ نیلم احمد بشیر سجیلہ کی بہو کے بارے میں اس کا ذکر یوں کرتی ہے:

"یہ آج کل کی بہوئیں ساس کو بالکل برداشت نہیں کر سکتیں۔ حالانکہ میں تو روک ٹوک
کرنے والی، دخل دینے والی ساس ہوں بھی نہیں۔ وہ اپنے آپ سے ہی سوال جواب
کرتی، سوچتی چلی گئی مگر اس کے پاس کسی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔"(۱۲)

شمع سجیلہ کے مدبرانہ رویے سے ہچکچاتی ہے اور شوہر مراد کے صابرانہ برتاؤ پر اُلجھ پڑتی ہے۔ وہ محبت کے جذبے سے عاری ہے اور ساس سے نفرت اور شوہر سے تیز زبان چلاتی ہے۔ اس طرح مشرقی اور امریکی کلچروں کے تصادم سے مراد اور شمع کے مابین رشتہ ازدواج کا بندھن ٹوٹ جاتا ہے۔ اکیسویں صدی کی خواتین ناول نگاروں نے ازدواجی زندگی میں اختلافات کے اسباب اور اس سے رونما ہونے والے اثرات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ سلمٰی یونس کے ناول "دل کا نگر" میں عباد کی دوسری ساس (امینہ) زویا کے خلاف سازش کر کے رات موسلا دھار بارش میں اپنی بہن صادقہ کے لیے دوائی لانے کی خاطر عباد کی عدم موجودگی زویا بھیجواتی ہے اور جب

عباد گھر واپس لوٹتا ہے تو امینہ زویا پر تہمت لگا کر عباد زویا کے خلاف بھڑکاتا ہے اور جوں ہی زویا اسی رات گھر واپس لوٹتی ہے تو عباد بغیر سوچے سمجھے زویا کو طلاق دیتا ہے۔ اسی طرح امینہ کی سازش کامیاب ہو کر اپنی بیٹی عبیرہ کے لیے راہ ہموار کرتی ہے۔ سلمیٰ یونس نے امینہ زویا پر الزام تراشی بڑے ہنر مندانہ انداز میں عکاسی کی ہے:

> "وہ۔۔۔۔۔۔وہ بیٹا زویا کے لیے کسی آدمی کا فون آیا تھا کہہ رہا تھا کہ زویا نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا اور اب ہر حال میں اسے ملنے کے لیے آنا ہو گا، میں یہ سن کر لرز اٹھی، میں نے بیٹی سمجھ کر اسے سمجھانا چاہا کہ شادی شدہ عورتوں کو غیر مردوں سے مراسم رکھنا زیب نہیں دیتا تو کہنے لگی کہ میں نے اپنے لیے نئی راہیں تلاش کر لی ہیں۔"(۱۳)

علاوہ ازیں انانیت، بد مزاجی اور بد زبانی ازدواجی زندگی پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ میاں بیوی کے مابین نفرت پھیلاتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے الگ تھلگ زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ نگہت عبد اللہ کے ناول "میرے خواب لوٹا دو" میں توصیف احمد یاسمین کی بد مزاجی اور بد زبانی سے تنگ آکر اپنا گھر بار ترک کر کے دوسری شادی پر مجبور ہوتا ہے۔ ناول "دانار سوئی" میں عبد الباسط اقلیم سلطانہ کے ساتھ متشدد رویہ اپنا کر گھر سے بے دخل کر کے اُس کے جذبات و احساسات کو دبا کر کچلتا ہے۔ وہ ایک مکر وہ اور سیاہ کار دھندہ کرنے والی عورت (دردانہ آپا) کے ہاتھ لگ جاتی ہے۔ کیونکہ عبد الباسط کے ہاتھ سے بیوی بھی نکل جاتی ہے اور سماج میں رسوا ہو کر اُس کی پوشیدہ بیماری (نامردی) کے راز سے بھی لوگ آگاہ ہو جاتے ہیں۔ ناول "دشتِ دل" میں حمیدہ کا شوہر حمیدہ پر تشدد کر کے نہ صرف گھر سے باہر کرتا ہے بلکہ اُسے طلاق بھی دیتا ہے اور طلاق کے بعد اُس کی بارہ سالہ بیٹی شہناز بھی اُس کے ساتھ رخصت کرتا ہے۔ رخ چوہدری حمیدہ کے ساتھ ظلم و استحصال کا قصہ یوں بیان کرتی ہے:

> "میں۔۔۔۔۔۔میں تم سے بے حد شرمندہ ہوں۔ مگر۔۔۔۔۔۔مگر میں نے تو بہت کوشش کی تھی بیٹا! تمہارے باپ کے ظلم کے ہر وار کو اپنے صبر و ضبط اور برداشت میں اتار لیا تھا، ہر طرح کا نباہ کیا تھا، سمجھوتا کیا تھا۔ مگر وہ ظالم، خود سر شخص مجھے چھوڑ دینے پر ہی تلا ہوا تھا۔ میں تو اس کے نام کے سائبان کی بھیک مانگتی ہی رہ گئی۔ اس نے یہ سایہ بھی چھین کر پھینک دیا دنیا کی بھیڑ میں انجانی منزل کی تلاش میں بھٹکنے کے لیے۔"(۱۴)

اُسے حمیدہ پسند نہ تھی۔ وہ دوسری عورت پر فریفتہ تھا اور وہ اس شرط پر اُس کے ساتھ شادی کرنے کے لیے تیار ہوئی کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے کر اُس کے ساتھ بیٹی بھی رخصت کریں۔ دوسری شادی کے بعد حمیدہ کے شوہر دوسری بیوی کے بکھیڑوں سے پریشان ہو کر حمیدہ کے ساتھ بے رحمانہ سلوک پر خون دل پیتا ہے۔ میاں بیوی کے مابین اختلاف کا ایک سبب دخل اندازی بھی ہے جو میاں بیوی کے اور یا بیوی میاں کے معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں اور یا دیگر رشتہ دار اُن کے معاملات میں بے جا مداخلت کرتے ہیں تو اس سے اُن کی ازدواجی زندگی پر منفی اثر پڑتا ہے۔ ناول "مورتی" میں اکبر علی اپنی بیوی ملیحہ کی فن کاری اور مجسمہ سازی میں مداخلت کرتا ہے۔ وہ اُس سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جب اکبر علی کے مزدوروں سے کام کرنے کے دوران یہ مجسمے ٹوٹ جاتے ہیں تو ملیحہ سے یہ برداشت نہیں ہو سکتی اور وہ ذہنی توازن کھو بیٹھتی ہے۔ ترنم ریاض نے ملیحہ کے پاگل پن کو بہت خوب صورت انداز میں بیان کیا ہے:

"جب ملیحہ کو ہوش میں لایا گیا تو وہ بالکل پر سکون تھی۔
اس نے کسی سے کوئی بات نہیں کی۔۔۔۔۔۔سب کو باری باری دیکھا۔ڈاکٹر
کو۔۔۔۔۔۔فیصل کو۔۔۔۔۔۔اکبر علی کو۔۔۔۔۔۔
اس کی نظریں اکبر علی پر ٹھہر گئیں۔
سب۔۔۔۔۔۔مر گئے۔۔۔۔۔۔اس نے نہایت معصومیت سے اطلاع
دی۔کوئی نہیں بچا۔۔۔۔۔۔سب۔۔۔۔۔۔مر گئے۔۔۔۔۔۔سب مر
گئے۔وہ رُک رُک کر بولی۔سب مر گئے۔سب مر گئے ہیں سب! اُس نے
جلدی جلدی کہا۔پھر چُپ ہو گئی۔"(۱۵)

ملیحہ کو مجسمہ سازی سے فطری محبت ہے۔اس محبت اور ذوق و شوق کی وجہ سے اس فن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔اُس کی طبیعت اور ذوقِ سلیم وہ اس فن کی طرف مائل کرتی ہے۔لیکن جب وہ مجسمے ٹوٹتے ہوئے دیکھتی ہے تو وہ اُنہیں موت سے تشبیہ دیتی ہے جس سے وہ پاگل ہو جاتی ہے۔

مجموعی جائزہ:

اگر ایک طرف عورت مرد کے ظلم و ستم کا شکار ہے تو دوسری طرف خود عورت عورت کے ساتھ بد سلوک پر اُترتی ہے۔عورت کی مثال ایک کھلونے کی مانند ہے جو مرد کا ایک مشغلہ ہے۔لیکن جہاں بھی عورت نے اپنے حقوق کے لیے آواز اُٹھائی ہے اور اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کیا ہے تو مرد نے اُس کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا ہے۔ابتدائے افرنیش سے محرومی، بے انصافی اور استحصال عورت کا مقدر رہے۔

نتائج

- شادی بیاہ کے سلسلے میں لڑکا لڑکی کی رضامندی ضروری ہے تاہم بڑوں کی مرضی سے شادی زیادہ تر کامیاب ہو سکتی ہے۔
- ازدواجی زندگی میں انانیت، بدمزاجی اور زبان درازی سے رشتہ ازدواج کا بندھن ٹوٹ سکتا ہے۔
- بے جالاڈ و پیار، تربیت کے فقدان اور دولت کی بہتات سے اولاد اخلاقی طور پر بگڑ جاتی ہیں۔
- اس مطالعے سے یہ بات سامنے آئی کہ اکیسویں صدی کی خواتین ناول نگاروں کے ناولوں میں متعدد ازدواجی زندگی کے مسائل بدرجہ اتم موجود ہیں۔
- اس ضمن میں جن خواتین ناول نگاروں نے ازدواجی زندگی کو اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے ان میں شہزادی عالم، شیریں حیدر، سمیرا حمید، ماہا ملک، سلمیٰ یونس، نیلم احمد بشیر، رُخ چوہدری، ترنم ریاض اور بشریٰ رحمٰن خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ شہزادی عالم، للی، سنگِ میل، پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص:۱۰۲
۲۔ شیریں حیدر، شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص:۱۳۲
۳۔ سمیرا حمید، محبت من محرم، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص:۱۷

۴۔ بشریٰ رحمٰن، دانار سوئی، خزینہ علم وادب، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص:۵۳

۵۔ ایضاً، ص:۸۶

۶۔ ایضاً، ص:۷۹

۷۔ شیریں حیدر، شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص:۶۴

۸۔ بشریٰ رحمٰن، دانار سوئی، خزینہ علم وادب، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص:۹۲

۹۔ شارقہ شفتین، ڈاکٹر، اُردو ناول میں خواتین کے سماجی مسائل کی عکاسی، ارم پبلشنگ ھاؤس، دریاپور، پٹنہ۔۴، ۲۰۱۵ء، ص،۵۷

۱۰۔ ماہاملک، تم کون پیا، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۰، ص:۵۶

۱۱۔ سلمیٰ یونس، دل کا نگر، القریش پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۹، ص:۵۷

۱۲۔ نیلم احمد بشیر، طاؤس فقط رنگ، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص:۴۶

۱۳۔ سلمیٰ یونس، دل کا نگر، القریش پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۹، ص:۳۱۳

۱۴۔ رخ چوہدری، دشتِ دل، مکتبہ القریش، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص:۱۹

۱۵۔ ترنم ریاض، مورتی، نرالی پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء، ص:۹۱

References in Roman Script:

1. Shehzadi Alam.Lili, Sang_e_Meel publications. Lahore.2002, p:102
2. Shereen Haider.Sheshon ka Maseeha koi nohe,Elam wa Irfan publishers.Lahore.2013, p:132
3. Sameera Hameed.Muhabbat min Muhram, Elam wa Irfan publishers. Lahore.2017,p:17
4. Bushra Rehman.Dana Rasui,Khazeena Elam wa Adab.Lahore.2011,p:53
5. Ibid, p:86
6. Ibid, p:79
7. Shereen Haider.Sheshon ka Maseeha koi nohe,Elam wa Irfan publishers.Lahore, 2013 p:64
8. Bushra Rehman.Dana Rasui,Khazeena Elam wa Adab.Lahore, 2011,p:92
9. Sharqa Shafatain,Urdu Navol mai Khawateen ky samajee masaeel ki akasi, Iram publishing house.Darya pur.Pattna_4, 2015 p:57
10. Maha Malak.Tum kon piya,Elam Wa Irfan publisher.Lahore.2010 p: 56
11. Salma Yunas.Dil ka Nagar, Alquresh publications. Lahore.2009 p: 57
12. Neelam Ahmad Basheer.Tawos-e-Faqt Rang, Sang_e_Meel publications. Lahore.2017 p:46

13. Salma Yunas.Dil ka Nagar, Alquresh publications. Lahore.2009 p: 313

14. Rukh Chaudri.Dash-te-Dil, Maktaba Alquresh.Lahore.2006 p: 19

15. Tarannam Riaz. Morti, Nirali publicationz.Nai Delhi.2004 p:91